

نظرات

یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ برصغیر کے اس پورے علاقے میں دین و شریعت کا جو کچھ چرچا دکھائی دیتا ہے اور اس کی جو کچھ چہل پہل دکھائی دیتی ہے یقیناً یہ سب کچھ اولیائے عظام، علمائے اسلام، مبلغین کرام، بزرگان دین، سلف صالحین، مدارس اسلامیہ اور مکاتب دینیہ کی مثبت کوششوں اور کاوشوں کا ثمرہ ہے۔

خدا خواستہ ہمارے اکابر و اسلاف نے زمانے کی رفتار اور وقت کے نبض کو پہچان کر تحفظ دین و شریعت کے سلسلے میں مختلف جہتوں سے جدوجہد نہ کی ہوتی تو یہ حال نہ ہوتا کہ دنیا بھر کے ممالک دینی اور مذہبی اعتبار سے اس پر اطمینان کا اظہار کرتے اور ان کی ملی و دینی خدمات کو سراہتے۔

ہمارے سامنے انڈس، بخارا، قرطبہ اور تاشقند کی تاریخ ہے کہ حکومتوں کے ختم ہونے کے بعد ان مسلمان ممالک اور علاقوں کا کیا حال ہوا؟ جہاں سینکڑوں برس سے مسلمان حکمرانی کرتے آ رہے تھے۔

جون ۱۹۸۸ء

۳۲۳

چنانچہ کمیونزم کا سیلاب جب وہاں آیا تو وہاں کے مسلمان اور نئی اسلامی نسل کس طرح اتحاد اور دہریت کے بلاخیز طوفان میں بہہ گئی اور پورا خطہ کس طرح مذہب بنزار بن گیا۔

بڑی طاقتیں (SUPER POWERS) آج بھی اس کوشش میں لگی ہیں۔ وہ چاہتی ہیں کہ برصغیر سے اسلام کا نام و نشان مٹ جائے، شریعت اسلامی کی بنیادوں کو کمزور کیا جائے، دیہین قیسر کی چھاپ جو یہاں کے باشندوں کے دلوں پر پڑی ہے وہ ختم ہو جائے "قال اللہ وقال الرسول" کا غلبہ باقی نہ رہے اور مجموعی طور سے مسلمان اپنی اس قابض فحورائت سے محروم کر دیئے جائیں جو اقوام عالم کی صفوں میں انھیں ممتاز اور شخص کرتی ہیں۔ آخر برصغیر کے علاقوں میں آندلس اور سندس کی تاریخ کیوں دہرائی نہیں جاسکتی۔ اسلام دشمن قوتیں بڑی عیاری، چالاک اور برق رفتاری کے ساتھ اپنے ناپاک عزائم کی تکمیل کے لئے سرگرم عمل ہیں وہ دین اسلام، اسلامی تعلیمات، مسلمانوں کے مذہبی تشخص، ملی انفرادیت اہد باہمی اتحاد و اتفاق کی عظیم قوت کو ڈائنامیٹ کرنے کی سازشوں میں مصروف ہیں اور فی الواقع اس کے تجربات کا سلسلہ انھوں نے شروع کر دیا ہے۔ اب یہ ہمارا کام ہے کہ ان خطرات و ہدشات کا مقابلہ کس طرح کر سکتے ہیں۔ مشترکہ لائحہ عمل بنا کر سوچیں اور عملی جدوجہد میں لگ کر انفرادی اور اجتماعی اصلاح کا فریضہ انجام دیں۔

یہاں یہ بات بتانے کی چنناں ضرورت نہیں کہ مسلمان اس ملک کی سب سے بڑی اقلیت ہیں اس کا اپنا ایک مخصوص مذہب، ایک مخصوص تہذیب

ایک مخصوص تمدن اور ایک انفرادی شخص ہے۔ عقائد اعمال اور اخلاق کی تصویر اس کی بنیاد میں داخل ہیں۔ ملک کی تقسیم سے قبل اور اس کے بعد بھی مختلف ادوار اور اوقات میں مسلمانوں نے اپنی جان، املاک اور عزت سے زیادہ اپنے مذہبی اور تہذیبی ورثے کی حفاظت کی ہے اور قانون شریعت کے تحفظ اور دفاع کے لئے قابل فخر اور قابل قدر کردار ادا کیا ہے۔ لیکن ہمیں اس بات سے بھی غافل نہیں رہنا چاہئے کہ اب پھر قانون شریعت *Muslim Personal Law* میں مختلف طریقوں سے جارحانہ مداخلت کا سلسلہ جاری ہے۔

یکساں سول کوڈ (Common Civil Code) کی تواریر وقت مسلمانوں کی گردن پر لٹک رہی ہے۔ انکم ٹیکس کے نئے قانون کے تحت اوقاف اسلامیہ کی جائیداد مقصدیت کے اعتبار سے ختم کرنے سے متعلق ایکٹ پاس ہو چکا ہے۔ نئے قوانین اور عدالتی فیصلے ہو رہے ہیں اس لئے مسلمانوں کو اپنے ملی شخص کی بقا اور انفرادیت کو بحال رکھنے کے لئے عملی، ذہنی اور فکری اعتبار سے ہمد دم تیار رہنا چاہئے۔ جہاں تک مشترکہ سول کوڈ کے نفاذ کا تعلق ہے تو حکومت ہند کو ہمارا یہی مشورہ ہے کہ وہ اس مسئلہ کے مائل و ماعلیہ کا اچھی طرح جائزہ لے کر اس کے مختلف پہلوؤں پر ہزار مرتبہ غور کرے۔ اس لئے کہ متحدہ ہندوستان کی تقسیم کے بعد بھی موجودہ ملک کا رقبہ جو بے حد وسیع و غریب ہے۔ جس میں روز اول سے اکثریتی فرقے کے ساتھ ساتھ اقلیتی فرقے آباد ہیں۔ سب کے مذہبی جذبات و احساسات کا خیال رکھے۔ ہمارے خیال میں ملک کے مخلوط سماجی نظام اور معاشرے میں یکجہتی، ہم آہنگی اور امن کے ساتھ زندگی گزارنے کے لئے یہ انتہائی ضروری ہے کہ باہمی اکرام و احترام کے جذبات کو بڑھا وادینے کی ایک ہمہ گیر تحریک چلائی جائے مختلف فرقوں کے درمیان اعتماد و اعتبار کی مضبوطی پیدا وادیا جائے۔ ذہنی

جون ۱۹۸۵ء

۳۲۵

ہے شکوک و شبہات دور کئے جائیں۔ جن سے تعصب، تنگ نظری اور منافرت کی رجحانات کا قاتمہ ممکن ہو سکے۔ ایسے مخلوط سماج میں اگرچہ امن و امان سے رہنا ایک مشکل فن ہے لیکن اب یہ ہم سب کو سیکھنا ہے اور جو جاننے والے ہیں ان کی ذمہ داری ہے کہ وہ دوسروں کو سکھائیں۔

ملک کے موجودہ سیاسی اور سماجی حالات کے پس منظر میں مسلمانوں کی دوسری ذمہ داری ہو جاتی ہے کہ وہ اپنے مذہب، تہذیب اور تشخص پر جہاں ضرور اصرار کریں وہاں اسے اپنا حصار نہ بنا ڈالیں۔ بلکہ حفاظت اسلام کے ساتھ ساتھ دعوت اسلام اور اشاعت اسلام کے اولین کام کو سب سے زیادہ اہمیت اور فوقیت دے کر اپنے ”فرض منصبی“ کو پورا کریں۔ اگرچہ مجموعی طور پر مسلم قوم کا مزاج بھی سنگامی اور جذباتی بنتا جا رہا ہے۔ تاہم ابھی ایسے لوگ ہیں جو اگرچہ کم ہیں، جو اپنے اپنے دائرہ کار میں کام کر رہے ہیں اور بقول شاعر مشرقؒ

وہ سحر جس سے لرزتا ہے شبستان وجود
ہوتی ہے بندہ نمون کی ازاں سے پیدا

۱۰ اپریل کا دن اسلام آباد اور راولپنڈی کے باشندوں کے لئے کس قدر بھیانک اور منحوس دن تھا جبکہ اوچڑی کیمپ کے اگلے ڈپو میں اچانک آگ بھڑک اٹھی جس نے آٹا فائبر سینکڑوں مکانوں کو زمین بوس اور سینکڑوں کی تعداد میں شہریوں کو ہلاک، مفلوج